ترکی کے کتب خانے

(۲)

ثروت صولت

استنبول کے مخطوطات کی اھمیت

استنبول کے ان کتب خانوں کی اھمیت محض تعداد کتب کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ بقول شبلی ان کو ''عمدگی اور کمیابی'' کی وجہ سے بھی برتری حاصل ہے۔ مولانا شبلی نے ان کتب خانوں کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

(۱) ''جو کتابیں یہاں موجود ہیں عموماً قدیم الخط، صحیح اور اساتذۂ سابقہ کی صحیح کردہ ہیں۔ مصر کے کتب خانہ میں بھی قدیم کتابیں کچھ کم نہیں لیکن اکثر زمانۂ حال کی لکھی ہوئی ہیں۔

(۲) دولت عباسیہ کے عہد میں یونانی اور مصری کتابوں کے جو ترجمے ہوئے تھے میرا خیال تھا کہ وہ دنیا سے ناپید ہوگئے لیکن یہاں آکر ثابت ہوا کہ یہ خیال صحیح نہیں تھا۔ پورے ترجمے تو موجود نہیں لیکن جس قدر بھی موجود ہیں غنیمت ہیں۔

(۳) فن ادب میں ایسی کوئی کتاب نہیں دیکھی تھی جس میں مضامین شعری کی تاریخ ہو یعنی فلاں مضمون اول فلاں شاعر نے لکھا پھر فلاں فلاں نے اس میں اضافے کئے، صورتیں بدلیں لیکن عاشر افندی کے کتب خانے میں ایک ضخیم کتاب خاص اس موضوع پر دیکھی۔ مصنف نے دعویٰ کیا ہے کہ ہر قسم کے مضامین عرب جاہلیت نے ایجاد کئے۔ پھر متاخرین نے

انھیں ترقی دی اور نئے نئے پیرائے نکالے۔ مثلاً وہ سب سے پہلے ہر مضمون کے لئے عرب جاہلیت کے شعر لکھتا ہے پھر بتاتا ہے کہ اسلامی شعراء میں سے فلاں شاعر نے یہ مضمون بدل کر اس طرح لکھا، عہد بنو امیہ میں اس کی یہ صورت تھی اور عہد بنی عباس میں اس کی یہ صورت رھی،، ۔(۲۰)

ڈاکٹر محمد غوث نے بھی اپنے مضمون میں استنبول کے کتب خانوں کی ان خصوصیات کا ذکر کیا ہے اور کئی نادر کتابوں کا تعارف کرایا ہے۔ وہ اقبال کے اس شعر کا حوالہ دیتے ھیں:

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی

جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

اور اس کے بعد لکھتے ھیں کہ استنبول کے کتب خانوں کو دیکھنے کے بعد بحمداللہ اب اس یاس و اندوہ کی ضرورت نہیں۔

ایسی کتابیں جو صناعی کا اعلی ترین نمونہ ھیں کتب خانوں کے علاوہ بیسیوں کی تعداد میں موجود عجائب خانوں (۲۱) میں رکھی ہوئی ھیں

---

(۲۰) شبلی نے یہ بھی لکھا تھا کہ "قضات کے حالات میں بہت سی کتابیں لکھی گئیں مگر کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی کہ حالات زندگی کے ساتھ ان کے فیصلے اور احکام بھی نقل کرتا۔ لیکن کتب خانہ ینی جامع میں ایک کتاب ایسی موجود ہے۔ اس میں ہر شخص کے حال کے ساتھ اس کے بہت سے فیصلے اور تجویزیں نقل کی ھیں اور مقدمات کی صورت بیان کی ہے،، (سفر نامہ روم و مصر و شام)۔ ینی جامع کی کتابوں کی ایک فہرست ۱۳۰۰ھ میں شائع ہوئی تھی جو ایک سو تین صفحات پر مشتمل ہے۔ آجکل اس کی قیمت ساڑھے تین سو لیرا ہے۔ ملاحظہ کیجئے Biblyografya - 1972 مطبوعہ توریخان کتاب ایوی انقرہ۔

(۲۱) استنبول کے ان عجائب گھروں کے نام جن میں کتابوں کے نادر مجموعے بھی ھیں یہ ھیں:
(۱) توپ قاپو سرائے عجائب گھر۔ (۲) ایا صوفیہ۔ (۳) آثار قدیمہ کا عجائب گھر۔ (۴) مشرق قریب کے عہد عتیق کا عجائب گھر۔ (۵) ترکی اور اسلامی آثار کا عجائب گھر۔ (۶) بحری عجائب گھر۔ (۷) عسکری عجائب گھر۔ (۸) انقلاب عجائب گھر۔ (۹) بلدیہ کا عجائب گھر۔ (۱۰) ادبیات جدیدہ کا عجائب گھر۔ (۱۱) یحییٰ کمال بیاتلی کا عجائب گھر۔ (۱۲) یدی قلہ کا عجائب گھر۔ ان میں توپ قاپو کا عجائب گھر جس کا افتتاح ۱۹۲۴ء میں ہوا قلمی کتابوں کا بیش بہا مرکز ہے۔ یہاں قلمی کتابوں کی تعداد سترہ ہزار آٹھ سو دو ہے اور یوروپا پبلی کیشنز کے مطابق اٹھارہ ہزار۔ سلیمانیہ اور استنبول یونیورسٹی کے بعد یہ شہر کا تیسرا بڑا قلمی ذخیرہ ہے۔ اور دنیا میں بھی تیسرا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔

اور بقول ڈاکٹر غوث ان کو دیکھتے دیکھتے آدمی تھک جائے۔ اور کتابیں ختم نہ ہوں،،۔

مذکورہ بالا کتب خانوں کے علاوہ استنبول میں جدید دور کے دو اور اہم کتب خانے بھی ہیں۔ ایک رابرٹ کالج کا کتب خانہ ہے جو ۱۸۶۳ء میں امریکیوں نے قائم کیا تھا اور جس میں ایک لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں۔ یہ کتابیں زیادہ تر انگریزی کی ہیں۔ دوسرا Library of the Decumenical Patriarchy ہے جس کے مرکزی کتب خانہ میں تو صرف آٹھ ہزار کتب ہیں لیکن جزیرہ حیبلی آدا (~~Habeliada~~ Heybeli ada) کی شاخ میں ۴۰ ہزار کتب ہیں جن میں ایک کثیر تعداد قلمی کتابوں کی بھی ہے۔

مذکورہ بالا فہرست میں محمد پاشا کا کتب خانہ بھی شامل نہیں جس کی چار ہزار کتابوں میں آٹھ سو قلمی ہیں۔ یہ کتب خانہ ۱۷۴۶ء میں قائم ہوا تھا۔

انتظام کتب خانہ

مولانا شبلی کے زمانہ میں کتب خانوں کا انتظام پرانے انداز کا تھا۔ بعض کتب خانوں میں الماریاں تک نہ تھیں۔ ایک چبوترے پر کتابوں کا ڈھیر رکھ کر ارد گرد لوہے کا کٹھرا لگا دیا جاتا تھا۔ پڑھنے والوں کے بیٹھنے کے لئے فرش ہوتا تھا البتہ سامنے بنچیں بچھا دی جاتی تھیں۔ اس زمانے میں سب سے اچھی حالت کتب خانہ حمیدیہ کی تھی۔ اس کی عمارت خوبصورت اور وسیع تھی۔ سیا کرسیاں بلکہ کاوچ بھی تھے جن پر ریشمی گدے پڑے تھے لیکن مولانا شبلی لکھتے ہیں کہ یہ کتب خانہ بھی الہ آباد کی پبلک لائبریری کی برابری نہیں کر سکتا تھا۔

لیکن اب صورت حال بدل چکی ہے۔ ۱۹۵۰ء میں یعنی شبلی کے تقریبا ساٹھ سال بعد ڈاکٹر صمد بخوش لکھتے ہیں کہ:

''ان تمام کتب خانوں میں حسب ضرورت فرنیچر دوسرے ضروری سامان اور خوش اخلاق و مستعد عملہ موجود ہے ۔ سامان ایسا ہے جس سے شان و شوکت کا بھی اظہار ہوتا ہے اور صفائی اور پاکیزگی تو ایک عام بات ہے جس کا مشاہدہ ہر جگہ ہوتا ہے ،،

''ان میں بعض کتب خانے روزانہ صبح کے نو بجے سے شام کے چھ بجے تک کھلے رہتے ہیں ۔ بعض کتب خانوں میں مہینہ میں ایک مرتبہ منگل کو باری باری سے صفائی ہوتی ہے ۔ عموماً سب کتب خانوں میں داخلہ کی عام اجازت ہے ۔ لیکن عجائب خانہ آثار قدیمہ کے کتب خانے، کتب خانہ بلدیہ، توپ قاپو سرائے، اور یونیورسٹی لائبریری میں داخلہ خاص اجازت سے ہوتا ہے ۔ ان کتب خانوں کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات سرکاری دفتروں کے اوقات کے مطابق ہیں ،، ۔

فہرستیں

جہاں تک فہرست کتب کا تعلق ہے پہلی کے زمانے میں چوٹی کتب خانوں کی مفصل فہرستیں چھپ کر شائع ہوگئی تھیں ۔ اب یہ کام بہت آگے بڑھ چکا ہے ۔ ہر کتب خانے میں کارڈ کیٹلاگ کو رواج دیا جا رہا ہے ۔ قلمی کتابوں کی فہرستیں رجسٹر میں بھی ہیں (۱) ڈاکٹر محمد غوث کی تحریر کے مطابق ۱۹۵۱ء کے قریب وزارت تعلیمات کے تحت کتب خانوں کے ڈائرکٹر کی نگرانی میں ایک خاص کمیشن استنبول کے کتب خانوں کی فہرستیں مرتب کرنے کے لئے مامور ہوا تھا ۔

ذیل میں ہم چند فہرستوں کا تذکرہ کرتے ہیں جن سے اندازہ ہو سکے گا کہ فہرستوں کی تیاری کا کام کس اہتمام کے ساتھ ہو رہا ہے ۔

(۱) ۔ استنبول کے کتب خانوں کی تواریخ اور جغرافیہ کی قلمی کتابوں

کی فہرست[۲۲] : یہ فہرست وزارت قومی تعلیم کی طرف سے ۱۹۴۳ تا ۱۹۶۲ کی مدت میں تیار کی گئی ہے۔ یہ تاریخ اور جغرافیہ کے موضوع پر ترکی زبان میں لکھی ہوئی قلمی کتابوں کی فہرست ہے اور ۹۰۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ عمومی تاریخ، ترکی اور ترک اقوام کی تاریخ، عرب، ایران اور دوسری اقوام کی تاریخ، مذہب اور پیغمبروں کی تاریخ، سوانح، تذکرۃالصحابۃ تذکرۃالاولیاء، مناقب، شعراء کے تذکرے، اجتماعی، سیاسی، انتظامی اور اقتصادی تاریخ، سفارت نامے اور قانون نامے سب اس فہرست میں آگئے ہیں۔

(۲) استنبول کے کتب خانوں میں فارسی زبان کی منظوم کتابوں کی فہرست : اس کی غالباً ابھی صرف جلد اول شائع ہوئی ہے جو استنبول یونیورسٹی اور نور و عثمانیہ کتب خانوں کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ وزارت قومی تعلیم کی طرف سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۲۷ ہے۔

(۳) استنبول کے کتب خانوں کے ترکی زبان کے خمسوں کی فہرست : یہ فہرست ۱۹۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی ہے۔

(۴) استنبول کے کتب خانوں کے ترکی زبان کے دیوانوں کے قلمی نسخوں کی فہرست : یہ فہرست جو تیسری جلد پر مشتمل ہے ۹۶۸ صفحات میں پھیلی ہوئی ہے۔ مطبوعہ ۱۹۶۵ء۔

(۵) ینی جامع (استنبول) میں محفوظ کی ہوئی کتابوں کی فہرست۔ صفحات ۴۰ ، مطبوعہ ۱۹۴۳ء۔

دوسری فہرستوں کا تذکرہ مختلف کتب خانوں کے حالات میں جو اگلے صفحات میں پیش کئے گئے ہیں کیا گیا ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد ترکی کی حکومت نے یہ کوشش شروع کر دی تھی کہ چھوٹے چھوٹے کتب خانوں کو مناسب مقامات پر یکجا کر کے بڑے بڑے کتب خانوں کی شکل

(۲۲) ان فہرستوں کی تفصیلات انقرہ کے مشہور کتب فروش ادارے تورخان کتاب ایوی (Turhan Kitabevi) کا فہرست Bibliyografya بابت ۱۹۷۲ء، طبع ۱۹۷۵ء سے لی گئی ہیں۔

دیدی جائے۔ اس سلسلے میں تجی کتب خانوں کو بھی حاصل کیا جا رہا ہے۔ انضمام کے موقع پر اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر پرانے اور اصلی کتب خانہ کی خصوصیات برقرار رہیں۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء تک استنبول کے ۱۰۸ کتب خانوں کو گیارہ بڑے کتب خانوں میں ضم کردیا گیا تھا۔ ذیل میں ان بڑے کتب خانوں میں سے چند کا نسبتاً تفصیلی حال پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) کتب خانہ جامع فاتح

یہ کتب خانہ استنبول کے بڑے اہم علمی خزانوں میں سے ہے۔ استنبول کی فتح کے بعد سلطان محمد فاتح نے جو کلیہ(۲۳) (Complex) بنایا تھا وہ جامع مسجد، مدرسہ، دارالشفا اور لنگر خانہ پر مشتمل تھا۔ مسجد قسطنطنیہ کی فتح کے اٹھارہ سال بعد ۱۴۷۱ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس میں ایک کتب خانہ بھی تھا جس میں آٹھ سو کتابیں (۲۴) محراب کے دائیں اور بائیں رکھ دی گئی تھیں۔ بعد میں اس تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ تین سو سال بعد ۱۷۶۸ء میں یہ مسجد ایک زلزلہ میں بالکل منہدم ہوگئی۔ کتب خانہ اس سے قبل ۱۷۴۲ء میں ایک مستقل عمارت میں جو مسجد کے سامنے والے صحن کے بائیں سمت میں تعمیر کی گئی تھی منتقل ہو چکا تھا۔ مصطفیٰ سوم نے ۱۷۷۱ء میں مسجد بھی پرانی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کرا دی۔

جامع فاتح کا یہ کتب خانہ وہی ہے جسے جودت تورک آئے نے دنیا کا پہلا کتب خانۂ عام قرار دیا ہے۔ اس کتب خانہ کے وقف نامہ کے مطابق

(۲۳) ترک سلاطین اور وزراء اور امراء بعض اوقات کئی عمارتیں یکجا تعمیر کراتے تھے جو جامع مسجد، مدرسہ، اور شفاخانہ پر مشتمل ہوتی تھیں۔ اس مجموعہ کو موجودہ ترکی میں کلیہ کا نام دیا گیا ہے۔ ادرنہ اور اماسیہ میں بایزید ثانی کے کلیے اور استنبول میں محمد فاتح کا کلیہ اس کے قابل ذکر نمونے ہیں۔

(۲۴) انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ترکی ایڈیشن میں یہ تعداد دو ہزار سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ آٹھ سو کا تعین جودت تورک آئے نے اپنے مضمون مطبوعہ Türk Tarihi Dergisi جلد دوازدھم شمارہ نمبر ۶۹ میں کیا ہے۔

کتابیں باہر نہیں لے جائی جاسکتیں ۔ حافظ کتب یعنی مہتمم کتب خانہ کو الگ نہیں کیا جاسکتا اور اگر وہ خود علیحدہ ہو جائے تو اس کی جگہ طلبہ میں سے کوئی قابل اعتماد شخص کو مہتمم بنایا جائے ۔ اگر حافظ کتب کا انتقال ہوجائے اور اس کے بچے بالغ نہ ہوں تو یہ کام کسی مستحق شخص کے سپرد کیا جائے ۔ وقف نامہ میں یہ بھی صراحت ہے کہ کتب خانہ منگل اور جمعہ کے سوا باقی دنوں میں طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ بعد سے عصر کی نماز کے بعد تک کھلا رہے گا ۔

جودت تورک آئے کی وضاحت کے مطابق یہ کتب خانہ حسب ذیل نوعیت کی کتابوں پر مشتمل ہے :

(۱) فاتح کی کتابیں : اس دور کے قیمتی مخطوطات میں فتح قسطنطنیہ سے پہلے کی کتابیں اور محمد فاتح کی تلاوت میں رہنے والا قرآن مجید بھی ہے جو دور صحابہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ دوسرے نوادرات یہ ہیں ۔ ہرن کی کھال پر لکھے ہوئے قرآن مجید اور تفسیر اور حدیث کا ایک ایک نسخہ ۔ سلطان سلیم اول کا دیوان، مراد چہارم کا دیوان جس کا ہر صفحہ مختلف رنگوں کی تصاویر سے مزین ہے ۔ البیرونی کی فلکیات(۲۵) کا ایک نسخہ اور اسرار الکلام : جس میں ساری دنیا کی انواع تحریر بتائی گئی ہیں ۔

(۲) سلطان عبدالحمید ثانی (۱۸۷۶ء تا ۱۹۰۸ء) کے حرم کے آغا عبدالغنی کی کتابیں ۔

(۳) جامع فاتح کے حافظ کتب ابراهیم آفندی کی کتابیں ۔

(۴) محمد حلمی آفندی (جو جامع فاتح میں درس دیتے تھے)، مفتی میمش شکرو (Memis Sukru) خلیل حلمی اور دیگر افراد کی وقف کی ہوئی کتابیں ۔

(۲۵) غالباً قانون مسعودی کی طرف اشارہ ہے ۔

(۵) وہ کتابیں جو مختلف اصحاب خیر نے کتب خانہ کو عطا کیں،،

اس وقت فاتح کتب خانے میں نو ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں ۔ جن میں چھ ہزار قلمی ہیں ۔ ان کے علاوہ اخباروں اور رسالوں کے مجموعے بھی ہیں ۔ کتابوں کی درجہ بندی ڈیوی سسٹم کے تحت کی گئی ہے ۔

کتب خانۂ عام سلیمانیہ

یہ کتب خانہ سلیمان اعظم نے جامع سلیمانیہ میں جس کی تعمیر ۱۵۵۷ء میں مکمل ہوئی تھی قائم کیا تھا ۔ ۱۹۲۴ء میں جب ترکی میں قدیم مدرسوں کا نظام ختم کر دیا گیا تو سلیمانیہ کے مدرسوں کے کتب خانوں کو اور جامع سلیمانیہ کے کتب خانوں کو ملا کر موجودہ کتب خانہ قائم کیا گیا اور استنبول کے متعدد چھوٹے چھوٹے کتب خانوں کو بھی اس میں ضم کر دیا گیا ۔ چنانچہ اس وقت قلمی نسخوں کے اعتبار سے یہ ترکی کا سب سے بڑا کتب بن گیا ہے ۔ اس وقت کتب خانۂ سلیمانیہ میں ۸۰ ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں جن میں قلمی کتابوں کی تعداد ۴۸ ہزار ۶ سو ۶۹ ہے ۔

سلیمانیہ میں جو کتب خانے ضم کئے گئے ہیں ان میں ایک اہم کتب خانہ عاشر آفندی کا کتب خانہ ہے ۔ اس کتب خانہ کو شیخ الاسلام عاشر مصطفے آفندی (۱۷۲۹ء تا ۱۸۰۴ء) کے والد مصطفے آفندی نے ۱۱۵۴ھ ۱۷۴۱ء میں قائم کیا تھا ۔ ان کے بعد عاشر آفندی نے اس کی مرمت کرائی اور احیاء کیا اور اب ان ہی کے نام پر کتب خانہ عاشر آفندی کہلاتا ہے ۔ شروع میں یہ کتب خانہ بڑے ڈاک خانہ کے پیچھے تھا اور اب سلیمانیہ کا حصہ ہے ۔ عاشر آفندی صاحب علم انسان تھے اور ان کو خطاطی میں کمال حاصل تھا ۔ عاشر آفندی کے کتب خانہ کے بارے میں مولانا شبلی نے اپنے سفر نامے میں لکھا ہے کہ :

''ملازمین باوجود قلت تنخواہ کے نہایت متدین اور راست کردار ہیں ۔

کتب خانہ عاشر آفندی کا وقف اس قدر کم ہے کہ لائبریرین کو معمولی خوراک اور دو روپے(۲۶) ماہوار سے زیادہ نہیں مل سکتے لیکن یہ شخص اس قدر دیانت دار اور فرائض کا پابند ہے کہ اس سے زیادہ ہونا ممکن نہیں۔ کتب خانہ کی دیواروں پر انگوری بیلیں چڑھی ہیں۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر تم انگوروں کو بیچ ڈالو تو تم کو معقول آمدنی ہو سکتی ہے۔ بولا کہ وقف کی شرط کے مطابق یہ انگور صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو کتب خانہ میں کتاب پڑھنے کی غرض سے آئیں۔ اس لئے میں ان سے کسی طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتا،،۔

سلیمانیہ میں ضم ہونے کے باوجود عاشر آفندی کی مخصوص حیثیت برقرار ہے۔ یہ کتب خانہ حسب ذیل اشخاص کی جمع کردہ کتابوں پر مشتمل ہے:

(۱) عاشر آفندی کے والد رئیس الکتاب مصطفے آفندی کی کتابیں

(۲) عاشر آفندی کی کتابیں

(۳) عاشر کے صاحبزادے خالد آفندی کی کتابیں

(۴) اسی خاندان کے قصیدہ گو سلیمان سری آفندی کی کتابیں

عاشر آفندی کے کتب خانہ کی ایک نادر کتاب کا ذکر پچھلے صفحات میں کیا جا چکا ہے۔

کتب خانہ کوپرولو

کوپرولو خاندان کو ترکی کی سیاسی اور علمی تاریخ میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔ سترھویں صدی کے نصف آخر میں عثمانی سلطنت کی باگ ڈور اسی خاندان کے ہاتھ میں رہی جس کے قابل وزیروں نے زوال پذیر سلطنت کو

---

(۲۶) وقف نامہ کے مطابق حافظ کتب کو ۴۳ قرش ماہانہ ملتے تھے۔ ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء میں یہ مشاہرہ ۴۶ قرش کر دیا گیا تھا

بڑا سہارا دیا ۔ یہ خاندان چونکہ ضلع سامسون کے قصبے کوپرو (Kopru) سے تعلق رکھتا تھا اس لئے کوپرولو یا کوپریلی کہلاتا ھے ۔ محمد فواد کوپرولو (۱۸۹۰ء تا ۱۹۶۶ء) جن کا شمار جدید ترکی کے عظیم ترین ادیبوں میں ہوتا ھے اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔ اس خاندان کی سب سے عظیم شخصیت احمد کوپرولو کی ھے جو ۱۶۶۰ء سے ۱۶۷۶ء تک سلطنت عثمانیہ کے وزیراعظم تھے اور اپنی علم دوستی کی وجہ سے احمد فاضل کہلاتے تھے ۔ مورخین نے ان کو عثمانی تاریخ کا سب سے بڑا وزیر اعظم قرار دیا ھے ۔ ان سے پہلے ان کے والد محمد کوپرولو وزیراعظم تھے اور احمد کوپرولو مدرسی کرتے تھے ۔ وزیراعظم بننے کے بعد انھوں نے ۱۶۶۱ء میں ایک کتب خانہ قائم کیا اور مدرسی کے زمانے میں انھوں نے جو کتابیں جمع کی تھیں وہ اس کتب خانہ کو دیدیں ۔ بعد میں بھی وہ جو قیمتی کتابیں جمع کرتے رھے وہ اس کتب خانہ کو دیتے رھے ۔ ان کا قائم کیا ھوا کتب خانہ اس لحاظ سے اھمیت رکھتا ھے کہ یہ استنبول کا پہلا کتب خانہ تھا جس کے لئے مسجد سے علیحدہ عمارت تعمیر کی گئی تھی اس کتب خانہ سے متعلق وقف نامہ اب بھی کتب خانہ میں محفوظ ھے ۔(۲۷) ڈاکٹر محمد غوث نے لکھا ھے کہ "اس کتب خانہ کی بلند و بالا نفیس اور شاندار عمارت کے ساتھ اس کی کتابیں بھی مشہور عالم ھیں" ۔ (۲۸) کتب خانہ میں کل ۲۷۸۳ کتابیں ھیں جن میں دو ھزار چھ سو تیرہ قلمی ھیں مطبوعہ کتابیں صرف ایک سو ستر ھیں ۔ (باقی)

---

(۲۷) ترکی زبان کی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مقالہ کوپرولو (Köprulü)

(۲۸) معارف (اعظم گڑھ) ستمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۱۶۷ ۔